R. No. 2100/57 Regd. No. L. 922.

انجمن ترقی اُردو ہند کا ہفتہ وار اخبار

ہماری زبان

تاریخ اشاعت [illegible]

ٹیلیفون [illegible]
قیمت فی پرچہ [illegible]
[illegible]

جلد ۲۴ - شمارہ ۳۹	ایڈیٹر: آل احمد سرور	۱۵ اکتوبر ۱۹۶۵ء

اداریہ

جدید اُردو ادب کا محسنِ اعظم

"۱۷ اکتوبر کو ہر سال علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں اور ملک کے کچھ اور تعلیمی اور ادبی اداروں میں سرسید کی پیدائش کا دن منایا جاتا ہے۔ یہ یونیورسٹی تو اس لیے سرسید کی یاد تازہ کرتی ہے کہ سرسید نے ایم۔ اے۔ او۔ کالج کی بنیاد ڈالی جو ترقی کر کے یونیورسٹی بنا اور یہ یونیورسٹی آج ہماری قومی درسگاہوں میں ایک امتیازی درجہ رکھتی ہے لیکن اردو دوستوں کو عام طور پر سرسید کا اس لیے ممنون ہونا چاہیے کہ سرسید کی تحریک کی وجہ سے [illegible] اور ان کے رفیقوں کی کوشش سے جدید اردو نثر کو ترقی [illegible] اردو میں گراں قدر سرمایہ وجود میں آیا اور اردو شاعری کو ایک نیا رنگ [illegible] آج عام طور پر یہ تو لوگوں کو معلوم ہے کہ سرسید بہت بڑے مصلح اور تعلیمی دنیا میں بڑا کام کرنے والے تھے مگر یہ بات اب بھی بھولتے جا رہے ہیں کہ سرسید نے اردو زبان و ادب کی کتنی خدمت کی [illegible] جدید اردو ادب کے قصرِ بلند میں ان کے بنیادی پتھر کی کیا اہمیت ہے۔ سرسید نے اردو میں علمی کارناموں اور تحقیقی سلسلوں کی ایک روایت قائم کی۔ انھوں نے صحافت کا ایک بلند معیار پیش کیا اور اپنے گزٹ اور تہذیب الاخلاق کے ذریعہ سے ایک نیا ذہن پیدا کر دیا۔ انھوں نے سائنٹفک سوسائٹی کے ذریعہ سے ہمارے علمی سرمائے میں اضافہ کیا۔ انھوں نے ورناکیولر یونیورسٹی کی اسکیم کے ذریعہ سے مقامی زبانوں کو ذریعہ تعلیم بنانے کی سفارش کی اور اگرچہ بعد میں اُن کا یہ نظریہ بدل گیا تھا مگر ان کا ارادہ ایم۔ اے۔ او کالج میں بھی ایک ایسا فرق کھولنے کا تھا جس میں اردو کے ذریعہ سے تعلیم دی جائے۔ انھوں نے اپنے مضامین کے ذریعہ سے نثر کے ایک سادہ اور جاندار اسلوب کو مقبول بنایا اور نازک سے نازک علمی مسائل کو بڑی آسان باتوں میں بیان کرنے کا گُر سکھایا۔ انھوں نے ترجمے کے جو اصول بنائے تھے اور ادب و ثقافت کے جن آداب کی طرف توجہ دلائی تھی وہ آج بھی ہمارے لیے مفید ہیں۔ وہ آثار الصنادید کے پہلے ایڈیشن میں دہلی کے شاعروں کا حال لکھ چکے تھے مگر ان کا ارادہ اردو ادب کی ایک تاریخ لکھنے کا بھی تھا۔ انھوں نے تاریخی، مذہبی، اخلاقی، معاشرتی، تعلیمی اور سیاسی موضوعات پر بہت کچھ علمی سرمایہ جمع کر دیا۔ جب کچھ لوگوں نے ہندی کی حمایت کے جوش میں اردو کے قومی کردار کو نظر انداز کرنا چاہا تو سرسید ہی سینہ سپر ہوئے۔ سرسید نے اردو زبان و ادب کی جس جوش اور ولولے کے ساتھ خدمت کی، انھوں نے اردو کو جو کچھ دیا اور اس کی ترقی کے لیے جو راہیں نکالیں، اُن سب کو ہمیں ذہن میں رکھنا چاہیے اور انھیں کے سے جوش اور ولولے کے ساتھ آج کے ہندوستان میں اُردو زبان و ادب کی ترقی کے لیے تعمیری کاموں میں لگ جانا چاہیے۔ پھر ہمیں سرسید کے اسلوب کے امکانات کو ہر وقت ذہن میں رکھنا چاہیے اور ایسی سادہ اور عام فہم زبان میں اپنی بات کہنا چاہیے کہ ہم زیادہ سے زیادہ لوگوں تک اسے پہنچا سکیں اور اس طرح زبان و ادب کی خدمت کے ذریعہ سے ملک و قوم کی خدمت کر سکیں۔

اس شمارے میں

جناب زارؔ دہلوی

اُردو کا ایک اور چراغ گل ہو گیا

دہلی ۔ ۱۰ر اکتوبر ۔ یہ خبر بہت افسوس کے ساتھ پڑھی جائے گی کہ اردو کے مشہور شاعر جناب پنڈت ترجبون ناتھ زارؔ زتشی دہلوی کا آج انتقال ہو گیا۔ آپ کی عمر انتقال کے وقت ۹۰ سال تھی ۔ حضرت زارؔ کا اردو، ہندی، فارسی اور عربی کے اساتذہ میں شمار ہوتا تھا اور ان تمام زبانوں میں شاعری فرماتے تھے ۔ آپ استاد داغؔ دہلوی کے خصوصی شاگردوں میں شمار ہوتے تھے ۔ شاعری میں آپ کا پسندیدہ موضوع تصوف تھا ۔ اور آپ کی صوفیانہ شاعری کا بیشتر ذخیرہ فارسی اور عربی میں موجود ہے ۔

زارؔ صاحب اندرپرستھ کالج میں بہت عرصہ تک پروفیسر رہے ہیں ۔ آپ نے اولاد میں پانچ صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں یادگار چھوڑی ہیں ۔ اردو کے مشہور شاعر جناب گلزارؔ زتشی زارؔ صاحب کے سب سے چھوٹے صاحبزادے ہیں ۔

ادارہ ہماری زبان زارؔ صاحب کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے ۔

جناب خوشترؔ گرامی کا بہادر فوجیوں کو عطیہ

ملک کے جاں نثار محافظوں اور وطن کے ان بہادر سپاہیوں کے لیے جو آج ہسپتالوں میں زخمی پڑے ہیں شری خوشترؔ گرامی ایڈیٹر "بیسویں صدی" دہلی نے سات ہزار روپیہ کی اردو ہندی کتب ایڈیشنل سردار ارجن سنگھ ڈپٹی ڈائرکٹر آف ایجوکیشن آرمی ہیڈ کوارٹرز نئی دہلی کی خدمت میں پیش کی ہیں ۔ (ملاپ دہلی)

اردو کی دو کتابوں کو انعام

نئی دہلی ۔ ۲۹ر ستمبر ۔ حکومت ہند نے چالیس کتابیں یا مسودے چنے ہیں تاکہ ہر ایک پر پانچ پانچ سو روپے کا انعام دیا جا سکے ۔ یہ انتخاب نوخواندہ لوگوں کے لیے لکھی گئی کتابوں کے ۱۱ویں انعامی مقابلے کی بنیادوں پر ہوا ہے ۔ ان میں سے ۱۰ کتابیں ہندی میں ۵ مراٹھی میں ۴ بنگالی میں ۴ گجراتی میں ۳ اڑیہ میں ۳ تامل میں اور ۲ تیلگو میں ہیں ۔ مراٹھی زبان کی دو کتابوں کو صرف خرید کی غرض سے منظوری دی گئی ۔ اس مقابلے میں منتخب اردو کتابوں کے نام درج ذیل ہیں ۔

نہرو امر ہے (مسودہ) شری فصاحت حسن خاں

گنگا کی کہانی (مسودہ) شری رفیع احمد (قومی آواز لکھنؤ)

ہارون خاں شروانی کی کتاب کا ترجمہ ترکی میں

یہ خبر علمی حلقوں میں مسرت کے ساتھ سنی جائے گی کہ اردو کے مشہور ادیب جناب پروفیسر ہارون خاں شروانی کی کتاب STUDIES IN MUSLIM POLITICAL THOUGHT AND ADMINSTRATION کا ترجمہ ترکی زبان میں جناب کامل توتجی نے کیا ہے اور ادارہ "عرفان ایولی" استنبول نے نہایت آب و تاب سے شائع کیا ہے ۔ (نامہ نگار)

شہریارؔ کے شعری مجموعے کی اشاعت

علی گڑھ ۔ ۱۳ر اکتوبر ۔ یہ خبر ادبی حلقوں میں مسرت کے ساتھ سنی جائے گی کہ اردو کے نوجوان شاعر شہریارؔ کی منتخب نظموں، غزلوں اور اشعار کا مجموعہ "اسم اعظم" شائع ہو گیا ہے ۔ ۱۲۰ صفحات کا یہ مجموعہ تین روپے ۲۵ پیسے میں انڈین بک ہاؤس محمد علی روڈ علی گڑھ سے حاصل کیا جا سکتا ہے ۔ (نامہ نگار)

ناشروں کو امداد دینے کا فیصلہ

کلکتہ ۔ ۲۰ر ستمبر ۔ مغربی بنگال کابینہ نے آج مختلف چیزوں کے ساتھ اس کا بھی فیصلہ کیا ہے کہ گذشتہ فرقہ وارانہ فساد کے موقع پر بعض ناشروں کی بہت ساری کتابیں جلا دی گئی تھیں جو جلد سازوں کے یہاں پڑی تھیں ۔ لہذا حکومت نے کسی حد تک ان نقصانات کی تلافی کے لیے دو لاکھ روپے کی رقم منظور کی ہے جو صحیح معنوں میں اہل اور ضرورت مند ناشروں میں تقسیم کیے جائیں گے تاکہ وہ برباد شدہ کتابوں کو دوبارہ شائع کرا سکیں ۔ (آزاد ہند، کلکتہ)

صفحات کے لحاظ سے اخبار کی قیمت

نئی دہلی ۔ ۶ر اکتوبر ۔ چھوٹے اور متوسط درجے کے اخبارات کی کمیٹی نے اپنی آخری رپورٹ ۳۰ر ستمبر کو حکومت کے پاس بھیج دی ہے اس میں ایک اطلاع کے مطابق یہ سفارش کی گئی ہے کہ صفحات کے مطابق قیمتوں کے متعلق ایک شیڈول مروج کیا جائے تاکہ یہ اخبار بڑے گروپوں کے اخبارات کے مقابلہ سے بچ سکیں ۔

یہ رپورٹ متفقہ نہیں ہے ۔ اس میں ایک یادداشت اختلافی نوٹ بھی ہیں ۔ اکثریت نے تو اس شیڈول کی حمایت کی ہے مگر اختلاف کرنے والے ممبروں نے کہا ہے کہ ایسا اگر کیا تو کے اعلانات سے بچ سکا ہو ۔

حکومت اس رپورٹ کا غور سے مطالعہ کر رہی ہے ۔ توقع ہے کہ یہ رپورٹ پارلیمنٹ کے سرمائی اجلاس میں پیش کی جائے گی جو ۳ر نومبر کو شروع ہوگا ۔ اس رپورٹ میں حکومت کا رد عمل بھی شامل ہوگا ۔ امید ہے کہ حکومت سفارش کو مان لے گی ۔ (قومی آواز، لکھنؤ)

دارا شکوہ لائبریری کو عجائب خانہ میں تبدیل کیا جائے گا

آگرہ ۔ ۱۰ر اکتوبر ۔ توقع کی جاتی ہے کہ عنقریب مغل شاہزادہ دارا شکوہ کی لائبریری کو ایک عجائب خانہ میں تبدیل کر دیا جائیگا ۔ یہ لائبریری دریائے جمنا کے کنارے واقع ہے اور اس میں آگرہ کارپوریشن کا دفتر ہے ۔ جب سے یہ دفتر دوسری جگہ تبدیل ہوا ہے لائبریری کی عمارت خالی پڑی ہے ۔ (سیاست جدید، کانپور)

رئیس مینائی بنگلوری

انتخاب

ہماری زبان (مورخہ ۸ مئی ۱۹۹۵ء) میں اختر شیرانی کے رسالۂ "انتخاب" پر جناب نادم سیتاپوری کا مضمون باصرہ نواز ہوا اس میں کوئی کلام نہیں اختر شیرانی خالص ایک رومانی شاعر تھے جن کی شاعری صرف سلمیٰ و ریحانہ اور ٹونک کے دائیر وارانہ ماحول اور اس کے مرغزاروں کے ارد گرد گھومتی ہے لیکن اختر شیرانی نے اپنی ادبی زندگی کو صرف شاعری کے دائرے تک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ اپنے قابل باپ کے زیر سایہ ارتقا کی منزلیں طے کیں اور صحافت کی خارزار وادی میں قدم رکھا جہاں اچھے اچھے رہ نورد اپنی آبلہ پائی کی شکایت کر بیٹھتے ہیں اس طرح انھوں نے نثر کے میدان میں بھی ایک امتیاز حاصل کیا لیکن ان کی سادہ و پرکار اور شگفتہ و شستہ نثر نظم کے دبیز پردوں میں اس طرح دب گئی کہ آج بہت کم لوگ ان کے نثری کارناموں سے واقف ہیں اپنے باپ علامہ شیرانی کی طرح اختر کی طبیعت بھی خالص تحقیقی اور علمی مسائل کی طرف مائل تھی ان میں ایک جامعیت اور ہمہ گیری تھی اور نظر میں وسعت و ژرف نگہی تھی یہ حقیقت ہے کہ ان کی نثر میں بھی بڑی متانت سنجیدگی اور ضبط و اعتدال تھا اور جوش ملیح آبادی کی طرح ان کی نظم نثر پر غالب آگئی۔ اور وہ آخر تک صرف گیسوئے نظم ہی کی مشاطگی کرتے رہے۔

نادم صاحب نے مضمون کی ابتدا میں اختر شیرانی کے نام سے صرف چار رسالوں کی وابستگی کا اظہار کیا ہے، بہارستان، انتخاب، رومان، اور سہیلی، لیکن اس سلسلے کی اہم کڑیوں کو نادم صاحب نے درمیان سے نکال دیا ہے جب وہ اختر شیرانی کی ادبی و صحافتی زندگی کے نقوش کو اجاگر کرنا چاہتے تھے تو پھر ماہنامہ "خیالستان" کو کیوں نظر انداز کر دیا جس کا پہلا شمارہ اپریل ۱۹۳۰ء میں لاہور سے نکلا تھا اداریے میں اختر شیرانی مدیر مسئول مولانا صہبا (علیگ) مدیر اعزازی اور لطیفی بی۔ اے معاون تھے علاوہ ازیں رسالۂ شاہکار سے بھی اختر شیرانی کا تعلق رہا ہے۔

"بہارستان" کے بارے میں نادم صاحب نے قیاس آرائی کی ہے کہ وہ سنہ ۱۹۲۴ء میں لاہور سے جاری ہوا تھا حالانکہ "بہارستان" کا پہلا شمارہ ماہ مئی ۱۹۲۶ء کو منظر عام پر آیا تھا اور اس کی پہلی جلد ۱۹۲۶ء کی مکمل فائل بابت ماہ مئی لغایت ماہ دسمبر اور دوسری جلد ۱۹۲۷ء کی فائل بابت ماہ جنوری لغایت ماہ مئی مسلم لائبریری بنگلور میں محفوظ ہے۔

رسالۂ "انتخاب" کا صرف ایک ہی شمارہ نادم صاحب کے پیش نظر ہے اور وہ بھی پہلا نمبر جو اکتوبر ۱۹۲۵ء میں چھپا تھا مسلم لائبریری بنگلور میں رسالہ "انتخاب" کے تین شمارے اکتوبر لغایت دسمبر ۱۹۲۵ء اور بابت ماہ جنوری ۱۹۲۶ء کا ایک شمارہ موجود ہے۔

مسلم لائبریری میں "انتخاب" کے جو شمارے موجود ہیں۔ ان میں شمارہ ۲ بابت ماہ نومبر ۱۹۲۵ء کا سرورق غائب ہے اس کے بعد "عالم ہمہ افسانۂ ما و ارد ما ہیچ" کے عنوان کے تحت "انتخاب" کے اجرا کے بارے میں علامہ اقبال مولانا اظہر علی آزاد کاکوروی کی آرا اور سیاست کا تبصرہ درج ہے علامہ اقبال کی اس مختصر سی رائے کو میں نے اپنے ایک مضمون "خدنگ جستہ" مطبوعہ "ماہ نو" ماہ اپریل ۱۹۹۶ء میں شایع کیا تھا "اقبالیات" سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے اس رائے کے اجمال میں بھی ایک تفصیل موجود ہے۔

"رسالۂ انتخاب کے لیے سراپا سپاس ہوں ہونہار معلوم ہوتا ہے یقین ہے ترقی کرے گا"

نومبر ۱۹۲۵ء۔ (جلد ۱ شمارہ ۲) کی فہرست مضامین درج ذیل ہے۔

---

(۲۲) معلومات — عبدالاحد خاں خلیق خوشتر
(۲۳) حدیث دیگراں — مدیر
(۲۴) گلکدہ — ....
(۲۵) تلمیحات — مدیر
(۲۶) آثار قدیمہ — مدیر
(۲۷) فقۂ الا ہ — مدیر
(۲۸) ردیج انتخاب — نظیر لدھیانوی
(۲۹) فکاہات — ....
(۳۰) تبصرے — مدیر

قارئین کی تفنن طبع کی خاطر اسی شمارے میں ایک معمہ جاری کیا گیا ہے جس کی نوعیت خالص ادبی ہے کچھ الفاظ غیر مرتب طور پر لکھ دئے گئے ہیں اب قاری ان غیر مرتب الفاظ کے سیاق وسباق کو ترتیب دے کر مرکب اور سالم الفاظ بنائے

مثالیں	حل
۱۔ ع ی گ ا م ر ل	۱۔ عالمگیر
۲۔ ا ت گ ی ف ر ا ر	۲۔ گرفتاری
۳۔ ا ا ز ز ع ی	۳۔ اعزازی

انعام کی رقم پانچ روپے رکھی گئی ہے اور اگلے نمبر ماہ دسمبر ۲۵ء کے لیے ۲۵ روپیہ انعام تجویز کیا گیا ہے نومبر ہی کے شمارے میں انتخاب کے نوروز نمبر کا اعلان کیا گیا ہے کہ جنوری میں انتخاب کا ایک نہایت شاندار نوروز نمبر شائع کیا جائے گا اس نمبر میں ہندوستان کے زبردست انشاپردازوں کے بالکل نئے مضامین درج ہوں گے اس کے بعد موصول شدہ مضامین اور مضمون نگاروں کی فہرست دی گئی ہے۔

دسمبر ۱۹۲۵ء (جلد ۱ شمارہ ۲) کی فہرست مضامین

سرورق بالکل سادہ ہے لیکن اردگرد کچھ بیل بوٹے بنائے گئے ہیں اور درمیان میں "انتخاب" جلی حروف سے مرقوم ہے اس رسالے کا سالانہ چندہ پانچ روپیہ اور ششماہی چندہ تین روپیہ تھا۔

اس شمارے میں اسٹاف سے شیخ نیاز محمد ایم اے کا نام خارج کر دیا گیا ہے اور مدیران اعزازی میں شیخ غلام قادر گرامی شاعر خاص حضور نظام دکن کے نام کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ انتخاب کے بارے میں غلام قادر گرامی میر ناصر علی خاں اور روزانہ اخبار "ہمیشم" کی آرا درج ہیں۔

۱۔ اشارات — مدیر
۲۔ شذرات — مدیر
۳۔ رات کے فرشتے — مدیر
۴۔ انگریز شعرائے اردو — محمد محفوظ الحق ایم اے
۵۔ مصریات کا ایک ورق — ....
۶۔ درس خودداری — آغا حشر کشمیری
۷۔ غزل — صاحبزادہ احمد سعید خاں شوق
۸۔ لنکا کا موتی — م۔ ن۔
۹۔ مابعد الحیات — سید محمد یوسف قیصر
۱۰۔ مضمون پریشاں — میر ناصر علی خاں بہادر
۱۱۔ کار نمایاں — رئیس اجمیری
۱۲۔ بادل کا نغمہ — ساغر نظامی
۱۳۔ ہر دم خوش رہو — آنند بھکشو
۱۴۔ غزل — سیفی سہواروی
۱۵۔ وطن سے خطاب — محمود اسرائیلی
۱۶۔ ملک زلیخا کے بیت المقدس میں — سید رضا حسن

مضامین پارینہ

۱۷۔ عشق کی پہلی غلطی — مولانا ابوالکلام آزاد
۱۸۔ غزل — مرزا رفیع سودا
۱۹۔ کیفیت نظر — خلیقی دہلوی

مضامین تازہ

۲۰۔ ایک ادیب شاعر کے لباس میں — خلیقی دہلوی
۲۱۔ بادۂ شیراز کا ایک جام — اظہر علی آزاد کاکوری
۲۲۔ رباعیات — شیخ غلام قادر گرامی
۲۳۔ انتخاب مشاعرہ — مدیر
۲۴۔ افکار عالیہ — امام الشعرا کیفی ٹونکی

مترجمات اطلاعات و مراسلات

۲۵۔ نوائے ٹیگور — کنھیا لال ثاقب
۲۶۔ انڈین ہسٹاریکل ریکارڈ کمیشن — مولوی عبداللہ

مستقل عنوانات

۲۷۔ دستہ گل — خلیقی دہلوی
۲۸۔ معلومات — ....
۲۹۔ تلمیحات — نظیر لدھیانوی
۳۰۔ ہمدان کی عمارتیں اور ان کے کتبے — مدیر
۳۱۔ بیکاروں باتیں — محمد صابر خاں شاکر ٹونکی
۳۲۔ حدیث دیگراں — بسمل یوسف دہلوی اور مختلف حضرات
۳۳۔ حضرت خلیقی دہلوی — مدیر
۳۴۔ تیر و نشتر — مدیر
۳۵۔ فکاہات — مدیر
۳۶۔ ردیج انتخاب — مدیر (بقیہ صفحہ ۶ پر)

غزلیں

آفتاب شمسی

اثرِ جادوئے افرنگ ابھی باقی ہے
امن کے واسطے اک جنگ ابھی باقی ہے
زخمِ سر دیکھ کے کہتا ہے ہر اک دیوانہ
کیا اٹھانے کو کوئی سنگ ابھی باقی ہے
خونِ جمہور بہا آج تو معلوم ہوا
کارفرمائی اورنگ ابھی باقی ہے
کیا قیامت ہے کہ اتنے بڑے طوفان کے بعد
ہوسِ خام و دلِ تنگ ابھی باقی ہے
چہرۂ صبح سے اے کاش ہٹا دے کوئی
یہ جو اک سایۂ شب رنگ ابھی باقی ہے
منزلِ امن کو دو گام سمجھنے والو!
فاصلہ سینکڑوں فرسنگ ابھی باقی ہے

سید علی حسین نقوی جمالی

ہم نے فراقِ یار کے صدمے اٹھائے تو
پھر بھی اگر یقین کسی کو نہ آئے تو
پردہ حریمِ ناز کا کوئی اٹھائے تو
تابِ نظر کو میری کوئی آزمائے تو
مجھ کو ستانے والے ذرا یہ بھی سوچ لے
میری نوائے درد اگر رنگ لائے تو
اب وہ بھی میری بزمِ تصور میں آ گئے
میرے تصورات میرے کام آئے تو
جی چاہتا ہے سامنے بیٹھے رہو مرے
لمحات یہ پلٹ کے اگر پھر نہ آئے تو
طوفان اٹھ رہا ہے ہر اک سمت ناخدا
سیلابِ غم میں ناؤ اگر ڈگمگائے تو
بلبل نہ چھیڑ تو ابھی نغمے بہار کے
صحنِ چمن میں موسمِ گل ہی نہ آئے تو
سب سلسلے حیات کے مل جائیں گے جمالؔ
ٹوٹی کڑی کو کوئی کڑی سے ملائے تو

ارشد مانجوی ادیب

ایک رباعی

جینا ہے تو ہنس ہنس کے جئے جا ساقی
پینا ہے تو اشکوں کو پئے جا ساقی
منزل ترے قدموں پہ نچھاور ہوگی
تو جہدِ مسلسل تو کئے جا ساقی

ہندوستان دولتِ مشترکہ سے علیحدہ ہو جائے

اردو، ہندی اور پنجابی ادیبوں کا مشترکہ بیان

نئی دہلی: اردو، ہندی اور پنجابی کے ممتاز ادیبوں نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں ادیبوں اور دانشوروں سے اپیل کی ہے کہ وہ "دولتِ مشترکہ سے ہندوستان کے فوری علیحدہ ہو جانے کے لیے اپنی پُرزور آواز بلند کریں۔ اسی طرح حکومتِ ہند قومی وقار کا تحفظ کر سکتی ہے اور اسے بڑھا سکتی ہے۔" اس مشترکہ اپیل پر دستخط کرنے والوں میں گیانی گورمکھ سنگھ مسافر ایم پی، بلراج ساہنی، سجاد ظہیر، وشنو پربھاکر، شیودان چوہان، منمتھ ناتھ گپتا، ڈاکٹر نامور سنگھ، بھیشم ساہنی اور فکر تونسوی بھی شامل ہیں۔ اس اپیل میں مزید کہا گیا ہے کہ "ہم ہندوستانی ادیبوں کا ہمیشہ یہ احساس رہا ہے کہ دولتِ مشترکہ جس کا لیڈر برطانوی سامراج ہے، ہندوستان کی شرکت عظیم ہندوستانی قوم کے وقار پر ایک ضرب ہے۔ یہی نہیں بلکہ اس سے ہندوستان کی سیاسی اور معاشی آزادی اور ترقی میں بھی رکاوٹ ہوتی ہے۔ دولتِ مشترکہ کی رکنیت کی وجہ سے ہماری غیر جانب داری اور امن پسندی کی پالیسی، منصوبہ بندی، صنعتی ترقی اور معاشی آزادی کی راہ میں رکاوٹیں رہی ہیں اور عوام کے سامراج دشمن جذبے کو کم بھی کیا گیا۔ اسی لیے برطانوی حکومت نے گذشتہ چند ماہ کے دوران جو ہندوستان دشمن رویہ اختیار کیا اس پر ہمیں حیرت نہیں ہوئی کیونکہ ہمیں برطانوی سامراج کے بارے میں کبھی خوش فہمی نہیں رہی۔

افریقی عوام بھی ایسی کسی خوش فہمی میں نہیں ہیں۔ انھوں نے اب پوری طرح محسوس کیا ہے کہ دولتِ مشترکہ سے ان کے رشتے سے صرف برطانوی سامراج کو تقویت حاصل ہوتی ہے اور جنوبی افریقہ، جنوبی روڈیشیا اور عدن کو غلام رکھنے کی برطانوی پالیسی کو مدد ملتی ہے۔ تنزانیہ اور کینیا نے دولتِ مشترکہ سے علیحدہ ہو جانے کی دھمکی دے دی ہے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ ہندوستان بھی اپنی آزادی کی حفاظت کی خاطر دولتِ مشترکہ سے الگ ہو جائے۔" ادیبوں نے اپنے بیان میں مزید کہا ہے کہ

"ہم تمام ادیبوں اور دانشوروں سے اپیل کرتے ہیں کہ دولتِ مشترکہ سے ہندوستان کی علیحدگی کے لیے وہ آواز بلند کریں" اور حکومتِ ہند سے مطالبہ کریں کہ وہ اپنی ہچکچاہٹ کے رویہ کو ختم کرے۔

اسی طرح ملک کے وقار کا تحفظ ہو سکتا ہے اور ملک کو سامراجی سازشوں اور پاکستانی خطرے سے محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔

(حیات دہلی)

(۳ صفحہ سے آگے)

اس کے علاوہ "صفحہ ۵ کو فاگ" "نوروز نمبر" کی تفصیلات اور اشتہارات وغیرہ بیں تصاویر صرف دو ہیں۔

۱۔ رات کے فرشتے

۲۔ خلیقی دہلوی

جنوری ۱۹۲۶ء (جلد ۵ شمارہ ۱) کی فہرست مضامین

معذرت کے تحت ایک پرچی چسپاں کی گئی ہے جس میں انتظامات کے نامکمل ہونے کی وجہ سے جنوری میں انتخاب کے نوروز نمبر کی اشاعت ملتوی کردی گئی ہے۔

تصاویر:۔

۱۔ عورت

۲۔ آغا حشر کاشمیری

۱۔ ترانۂ نوروز	اختر
۲۔ سنڈرات	اختر
۳۔ اخبار کے فرائض	عبداللہ یوسف علی
۴۔ عورت	اختر
۵۔ بعض نئے اوزان	حافظ محمود شیرانی
۶۔ فلسفۂ خواب	شاد آں بلگرامی
۷۔ صبح	عزیز لکھنوی
۸۔ پرستش صبح	خلیقی دہلوی
۹۔ سراغ	سید وحید الدین سلیم
۱۰۔ افکار عالیہ	تاجور نجیب آبادی
۱۱۔ راز محبت	ل احمد اکبر آبادی
۱۲۔ قند پارسی	آزاد کاکوروی
۱۳۔ شہید رسم	مولانا ابوالکلام آزاد
۱۴۔ ایک عروضی بحث	سراج الدین آذر
۱۵۔ کلام یاس	مرزا یاس یگانہ
۱۶۔ کسی کی تلاش	احسان علی کوثر
۱۷۔ گاؤں کا گیت	رسا جرنیوی
۱۸۔ حلویات	قمر فاروقی
۱۹۔ چند قلمی نوادر	عبداللہ لاہور
۲۰۔ ایک شعر	عبدالسلام ایم۔اے
۲۱۔ خط و کتابت	آغا حشر کاشمیری کا خط حکیم فقیر محمد چشتی کے نام
۲۲۔ تیر و نشتر	اختر
۲۳۔ تہذیب اخلاق	اختر
۲۴۔ شہر پناہ میکین	اختر
۲۵۔ میر کے بہتر نشتر	رطل برق دہلوی
۲۶۔ شہید عشق	نظیر لدھیانوی

حکایات

۲۷۔ خسرالدنیا والآخرہ	رطل برق دہلوی
۲۸۔ غزل	ملا فرقان
۲۹۔ استنبول	خسالد بنگالی
۳۰۔ غزل	شباب اکبر آبادی
۳۱۔ اشتہارات	

دامن ادب پر گلکاریاں کرتی ہوئی اختر شیرانی کی انشائے لطیف کے نمونے جا بجا موجود ہیں خصوصاً فقہ اللغۃ کے عنوان سے الفاظ کی جو تحقیق اختر شیرانی نے کی ہے اس سے ان کے تبحر علمی ادبی شعور وسعت مطالعہ اور تحقیق و تنقید کی بصیرت کا پتہ چلتا ہے۔

یہ ماہنامہ کب تک جاری رہا میں یہ بتانے سے قاصر ہوں چونکہ اختر شیرانی نے ماہ مئی ۱۹۲۶ء میں اپنا دوسرا ماہنامہ "بہارستان" جاری کیا تھا اس لیے قیاس یہی کہتا ہے کہ رسالۂ انتخاب مارچ ۱۹۲۶ء یا اپریل ۱۹۲۶ء تک تو نکلا ہوگا۔

ضرورت اس کی ہے کہ کوئی اہل قلم ان کے نثری پہلوؤں کو روشن کرے تاکہ آنے والی نسل اس رومانی شاعر کی نثر کی گہرائی اور گیرائی سے واقف ہوسکے۔

عبدالقوی دسنوی

بشیر الحق دسنوی مرحوم

مولوی بشیر الحق دسنوی چل بسے۔ تقریباً پچاسی (۸۵) سال انھوں نے زندگی کی اونچی نیچی راہوں سے گزر کر آخری منزل پر جا کر دم لیا۔ وہ عظیم آباد کے ایک چھوٹے سے گاؤں دیسنہ میں ۱۸۹۰ء میں پیدا ہوئے اور تعلیمی زندگی ختم کرکے پولس انسپکٹر ہو گئے اور صوبہ بہار کے مختلف علاقوں میں فرائض منصبی ادا کرتے رہے لیکن ان کا ذہنی لگاؤ اس پیشہ سے نہیں تھا وہ تو کتابوں کی دنیا کے باسی تھے۔ رات دن کتابوں کے مطالعہ میں مشغول رہتے تھے۔ ان کے بستر پر کتابوں کا انبار لگا رہتا تھا کوئی بھی نئی کتاب شائع ہوئی اور وہ اس کی تلاش میں نکلتے اور جب تک اسے حاصل نہ کر لیتے بے چین رہتے اور جب حاصل کر لیتے تو پڑھ کر دم لیتے یہی حال رسالوں کا تھا ہر نیا رسالہ ان کی نظر سے ضرور گزرتا۔

گورا جسم، چوڑا سینہ، کشادہ پیشانی، دمکتا چہرہ، سر پر چھوٹے چھوٹے بال، بلند آواز یہ تھی بشیر الحق دسنوی کی شخصیت جو بڑی پرکشش تھی اور بارعب بھی۔

میں جب زندگی کی اس منزل میں پہنچا جہاں عہد طفلی کے طلسم ٹوٹتے ہیں اور حقیقی دنیا میں انسان داخل ہوتا ہے تو میں نے جہاں سورج اور چاند کو ابھرتے اور ڈوبتے دیکھا آسمان کی بے پایاں وسعتوں نے تحیر پیدا کیا، گاؤں کے لہلہاتے کھیتوں نے دل کو طراوت بخشی، مختلف طبقے کے لوگوں کو دیکھا کچے پکے مکانات دیکھے وہیں ایک عظیم الشان اردو کتب خانہ (کتب خانہ الاصلاح) بھی دیکھا۔ یہ کتب خانہ اگرچہ ایک چھوٹی سی خوب صورت عمارت میں تھا لیکن اپنے قیمتی ذخیرے کی وجہ سے بے حد مشہور تھا۔ اس لیے اہل علم حضرات وہاں برابر آتے رہتے تھے اور وہاں کے ذخیرۂ علمی سے فائدہ اٹھاتے رہتے تھے۔ آج مولوی عبدالحی صاحب تشریف لائے انھیں کتابیں دکھائی جا رہی ہیں۔ یہ رباعیات عمر خیام کا نسخہ ہے بہت پرانا۔ پروفیسر نجیب اشرف ندوی نے کلکتے میں خریدا ہے۔ یہ دیوان [illegible] کا قلمی نسخہ ہے، یہ فغاں کا دیوان ہے، یہ الہلال کی مکمل جلدیں ہیں۔ یہ کامرید، مخزن، معارف، الندوہ وغیرہ۔ حبیب الرحمن شیروانی بھی تشریف لائے۔ ڈاکٹر سید محمود کی آمد کی تیاری ہو رہی ہے کرپلانی آ رہے ہیں۔ ڈاکٹر راجندر پرشاد کی آمد پر خوب دھوم دھام ہے۔ مولانا عبدالماجد کے آنے کی خبر گرم ہے لوگ ان کے خیر مقدم کے منتظر ہیں۔ ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب کے استقبال کے لیے تیاریاں ہو رہی ہیں۔ سارے گاؤں میں خوشی اور مسرت کی لہر دوڑ گئی ہے۔ جو لوگ وطن سے دور ہیں آنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ بہار کے مختلف وزرا بھی مختلف وقتوں میں آ رہے ہیں اور اس چھوٹے سے گاؤں کے اس علمی سرمایہ پر اظہار فخر کر رہے ہیں۔ اور آگے آگے کبھی مولوی عبدالحکیم رضائی ہیں اور کبھی مولوی بشیر الحق دسنوی، کتابیں دکھا رہے ہیں، اس کی قدر و قیمت پر روشنی ڈال رہے ہیں اور ان کے چہروں پر خوشیاں ناچتی نظر آ رہی ہیں، ابھی اس الماری کے قریب ہیں ابھی اس کتاب کے اوراق الٹ رہے ہیں۔ دراصل کتب خانہ کی بنیاد انھیں دونوں کے ہاتھوں سے پڑی تھی اور ایسے مواقع پر ان کی خوشیاں اسی وجہ سے ہوا کرتی تھیں۔ کتب خانہ میں سیکڑوں کتابیں مولوی بشیر الحق صاحب کی عطا کردہ تھیں اسی لیے بشیر الحق صاحب کا جب خیال آتا ہے تو کتب خانہ سامنے آ جاتا ہے اور جب کتب خانے کی بات ہوتی ہے تو مولوی بشیر الحق دسنوی کی تصویر سامنے کھنچ جاتی ہے۔

کتابوں کے مطالعہ نے ان میں اقبال سے دلچسپی پیدا کی اور انھوں نے "اصلاحات اقبال"، "باقیات اقبال" اور "محذوفات اقبال" جیسی کتابیں مرتب کیں۔ "اصلاحات اقبال" کئی حصوں میں مقالے کی صورت میں معارف میں شائع کیا گیا۔ پھر کتابی صورت میں یہ مقالہ سامنے آیا۔ اقبالیات کے اس پہلو پر مولوی بشیر الحق دسنوی کی یہ پہلی کتاب تھی۔ اسی زمانے میں "باقیات اقبال" سید عبدالواحد معینی کی مرتب کردہ کتاب (۱۹۵۳ء) میں شائع ہوئی۔ ۱۹۵۲ء میں محمد انور حارث نے "رخت سفر" کے نام سے ایک مجموعہ شائع کیا تھا۔ اس لیے مولوی بشیر الحق صاحب کی مرتب کردہ کتاب "باقیات اقبال" کی اشاعت مناسب نہیں سمجھی گئی چنانچہ ان دونوں مجموعوں میں اقبال کے کلام کا جو حصہ شائع ہونے سے رہ گیا تھا اسے دوبارہ ترتیب دے کر "تبرکات اقبال" کے نام سے رزاقی پبلشرز کریم لیمیٹیڈ بمبئی سے ۱۹۵۹ء میں شائع کیا گیا۔ "اصلاحات اقبال" اور "تبرکات اقبال" کے علاوہ محذوفات اقبال کے سلسلے کی بہت سی چیزیں ان کے پاس جمع تھیں وہ چاہتے تھے کہ انھیں دوبارہ مرتب کرکے شائع کیا جائے لیکن چونکہ ان کی طبیعت میں گوشہ پسندی تھی اور شہرت و نمود کے جذبے سے وہ پاک تھے اس لیے "محذوفات اقبال" کی اشاعت نہیں ہو سکی اور ان کی محنت و مشقت سے جمع کیا ہوا سرمایہ یوں ہی پڑا رہ گیا اور بہت کم لوگ مولوی بشیر الحق دسنوی کی محنت اور

صلاحیت سے آگاہ ہوسکے۔

بڑی سادہ طبیعت اور منکسر المزاج تھے نہ اپنے علم اور صلاحیت کا انھیں غرہ تھا اور نہ دوسروں سے مرعوب ہوتے تھے کوئی بات دل میں نہیں رکھتے تھے بلکہ صاف صاف اور سامنے کہنے کے عادی تھے۔ گاؤں میں اکثر گروہ بندی ہوا کرتی ہے اور ایک دوسرے کے ساتھ چالیں چلی جاتی ہیں لیکن مولوی بشیر الحق صاحب کو نہ کسی گروہ سے تعلق ہوتا اور نہ ان کی چالوں سے ان کا راستہ ایک ہوتا جو ہر گروہ سے کتراتا ہوا نکل جاتا۔

کھانے کے شوقین تھے اچھے کھانے پسند کرتے تھے۔ ان کے کمرے میں کوئی نہ کوئی میٹھی چیز ضرور ہوتی تھی۔ بمبئی سے یا بھوپال سے جب بھی وطن جاتا ان سے ضرور ملتا۔ بات کتابوں سے شروع ہوتی پوچھتے "کون کون سی کتابیں اپنے ساتھ لائے ہو، رسالوں کے کون کون سے نمبر شایع ہوئے۔ میرے پاس فلاں فلاں کتابیں آگئیں۔ یہ کتاب اچھی نہیں ہے، مصنف نے محنت نہیں کی۔ فلاں مصنف خوب لکھتا ہے ارے ہاں نجیب (نجیب اشرف ندوی) نے کون کون سی کتابیں بھیجی ہیں"۔ اگر میں کہہ دیتا کہ کچھ کتابیں میرے ساتھ آئی ہیں۔ تو وہ انھیں دیکھنے کے لیے بے چین ہو جاتے فوراً کہتے "لیتے کیوں نہیں آئے۔ جب تو جلد لاؤ اور مجھے اسی وقت لوٹاتے اور میری واپسی کا بے چینی سے انتظار کرتے۔ اور اگر یہ کہہ دیتا کہ کوئی کتاب ساتھ نہیں آئی ہے تو اداس ہو جاتے اور کہتے کہ "نجیب اب بدل گئے ہیں اشرف ہو گئے ہیں"

دوران گفتگو میں اگر انھیں احساس ہو جاتا کہ اب تک انھوں نے کسی قسم کی خاطر تواضع نہیں کی ہے تو فوراً چاکلیٹ وغیرہ نکالتے اور یہ کہتے ہوئے آگے بڑھاتے کہ "لیجئے اور تو کچھ نہیں یہی سہی" پان بیڑی، سگریٹ حقہ کسی قسم کی چیز کی انھیں عادت نہیں تھی ان کی جگہ چاکلیٹ قسم کی چیزوں نے لے لی تھی۔ مطالعہ کے درمیان وہ چاکلیٹ یا ٹافی وغیرہ منھ میں رکھ لیتے اور گھنٹوں چوستے رہتے اور مطالعہ میں غرق ہو جاتے۔

پٹنہ میں وہ پرنسپل معین صاحب کے مکان میں تنہا رہتے تھے۔ ناشتہ گھر پر کرتے اور کھانا ہوٹل میں۔ پٹنہ جب کبھی جاتا انھیں کے یہاں ٹھہرتا۔ بے حد خوش ہوتے۔ کتابوں سے متعلق زیادہ گفتگو ہوتی صبح میں ابھی بستر سے پڑا ہوتا کہ وہ بازار سے کچھ مٹھائی اور دوسری چیزیں لے آتے۔ اور پھر چائے کی تیاری شروع کر دیتے۔ میں کھٹ پٹ کی آواز سن کر اٹھ بیٹھتا اور کوشش کرتا کہ ان کا ہاتھ بٹاؤں لیکن ان کی کوشش یہی رہتی کہ اپنے مہمان کی پوری خاطر کریں۔ اور ادھر میں شرم سے پانی پانی ہو جاتا۔ دسترخوان پر بیٹھتے کہ یہ "کھاؤ" وہ مٹھائی تو بڑی اچھی ہے سامنے کے اسٹور سے آئی ہے اس اسٹور کے کھلنے سے بڑی آسانی ہو گئی ہے ہر قسم کی کھانے کی چیز بڑی آسانی سے تازہ مل جاتی ہے۔ یہ حریرہ کھاؤ فلاں صاحب آگرے سے لائے ہیں۔ گھر سے نکلنے لگتا تو پوچھتے "دوپہر کا کھانا کہاں کھاؤ گے۔ میں کسی ہوٹل کا نام لیتا تو فوراً کہہ دیتے فلاں ہوٹل میں کھانا گھر جیسے لذیذ کھانے ملتے ہیں۔

مولوی بشیر الحق دسنوی لکھتے کم تھے پڑھتے زیادہ تھے ان کی اکثر تحریریں "ہماری زبان" "معارف" "آجکل" "ماہ نو" وغیرہ میں شایع ہو چکی ہیں۔

۱۲ جون ۱۹۹۴ء کو وہ اپنے وطن سے پچاس میل دور پٹنہ میں انتقال کر گئے خدا انھیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے آمین ۔

داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی
اک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خموش ہے

مراسلات

اختر شیرانی کا رومان

"ہماری زبان" کے ۲۲؍جنوری ۱۹۹۵ء کے شمارہ میں جناب سید فضل المتین نے اختر شیرانی کے رسالہ "رومان" کے ایک شمارہ بابت ماہ اکتوبر ۱۹۳۶ء کا تعارف پیش کیا ہے۔ فضل المتین صاحب لکھتے ہیں "ٹائٹل کور کے ایک تہائی اوپری حصہ پر یہ عبارت درج ہے:۔

THE ROOMAN: LAHORE
REGD NO — 3549
OCTOBER 1936

اختر شیرانی

اور آخر میں حاشیہ پر Yearly Rs-5. Rai... ہے — صفحہ ۱ اور ۲ پر فہرست ہے — صفحۂ فہرست کی پیشانی پر یہ عبارت درج ہے

رسالۂ رومان" لاہور

کھوز اہد سے کیوں ہے اس قدر فردوس پر نازاں
ہزاروں جنتیں آباد ہیں تخیل اختر میں
(آغا حشر کاشمیری)

— آخر میں یہ تحریر ہے "شیخ محمد نواب پرنٹر و پبلشر نے امپیریل لیتھو پرنٹنگ پریس بیرون اکبری دروازہ لاہور سے چھپوا کر دفتر رسالہ رومان ۸ فلیمنگ روڈ لاہور سے شایع کیا — صفحہ ۳ پر "دائرہ رومان" کی سرخی کے آگے یہ شعر لکھا ہے — پیش نظر شمارے کے صفحات کی تعداد ۹۰ ہے۔۔۔"

اختر شیرانی کے "رومان" کا اگست ۱۹۳۵ء کا ایک شمارہ میرے پیش نظر ہے۔ جس کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ "رومان" اختر شیرانی اور عاشق بٹالوی کی ادارت میں مئی ۱۹۳۵ء سے نکلنا شروع ہوا تھا۔ رومان کے نگارندگان خصوصی میں سید امتیاز علی تاج، سید حسن جعفری اور جوش ملیح آبادی تھے۔ دیگر تفصیل کچھ اس طرح ہے:۔

ٹائٹل کور کے آدھے حصے پر اردو میں یہ عبارت درج ہے

جلد نمبر ۱	"رومان"	شمارہ نمبر ۴
اختر شیرانی		عاشق بٹالوی

باقی آدھے حصے پر انگریزی میں اشتہار ہے اور اشتہار کے نیچے رسالہ کی قیمت انگریزی میں 6 — Price As لکھا ہوا ہے۔

صفحہ ایک پر آغا حشر (مرحوم) کا ایک شعر، رسالہ کا نام نگارندگان خصوصی کے اسمائے گرامی، رسالہ کا پتہ، سالانہ چندہ اور پرنٹر پبلشر کے ساتھ مطبع کا نام اس طرح درج ہے:۔

کھوز اہد سے کیوں ہے اس قدر فردوس پر نازاں
ہزاروں جنتیں آباد ہیں تخیل اختر میں!
(آغا حشر مرحوم)

رومان

اردو کے نوجوان اہل قلم کا ادبی و فنی ماہنامہ

نگارندگان خصوصی

سید امتیاز علی تاج بی۔اے سید حسن جعفری ایم اے ایل ایل بی

جوش ملیح آبادی

مینیجر رسالہ "رومان" ۸ فلیمنگ روڈ لاہور

چندہ سالانہ مع سالنامہ پانچ روپے طلبہ سے چار روپے فی پرچہ ۶؍ (شیخ محمد نواب پرنٹر پبلشر نے گیلانی پریس ہسپتال روڈ لاہور میں طبع کرا کے ۸ فلیمنگ روڈ لاہور سے شایع کیا۔)

صفحہ ۲ اور ۳ پر فہرست درج ہے۔

صفحہ ۴ سے ۷ تک "خلوتیان رومان" کے عنوان سے دوستوں اور مشاہیر کے خطوط درج ہیں۔ یہ خطوط صرف اختر شیرانی کے نام ہی نہیں بلکہ عاشق بٹالوی اور دیگر حضرات کے نام بھی آتے تھے اور شایع ہوتے تھے۔

"خلوتیان رومان" میں ایک خط مولانا حسرت موہانی کا بھی ہے وہ لکھتے ہیں "رومان" کا جون نمبر پہنچا۔ پڑھ کر جی بہت خوش ہوا۔ اس کا پہلا پرچہ بابت ماہ مئی بھی ضرور بھیجئے تاکہ میرے پاس آپ کے رسالے کی مکمل جلدیں موجود رہیں۔۔۔۔"

مندرجہ بالا شمارے کے صفحات کی تعداد ۹۶ (چھیانوے) ہے۔

مناظر عاشق ہرگانوی

ایک قلمی کتاب کا تعارف

امسال میں نے چند قلمی کتابیں خریدیں ان میں ایک تفسیر سورۂ بروج ہے، جو نظم میں ہے اور اس کا نام عین الیقین ہے اس کے مولف محمد عبدالحق منظفر نگری ہیں کاتب سید نذیر علی رہیں قصبہ تانگا ڈن پرگنہ لاہر پور ضلع سیتاپور ہیں۔

یہ مکمل نظم ۱۶۲۰ اشعار پر مشتمل ہے کتاب میں ۱۹۰ ورق یا ۳۸۰ صفحات ہیں ہر صفحہ پر ۱۷ اشعار لکھے ہیں۔ اس نظم کو محمد عبدالحق منظفر نگری نے ۱۲۷۰ ہجری میں شروع کیا اور دوسری ربیع الاول ۱۲۷۶ھ کو مکمل کیا کتابت بیس صفر ۱۲۷۹ھ کو مکمل ہوئی۔

تفسیر سورہ بروج کی ابتدا حمدیہ اشعار سے ہوتی ہے ؎

لکھوں پہلے حمد جہاں آفریں
جو ہے مالک الملک جاں آفریں
نگاکرکے ماہی سے ہاں تا ماہ
سب اس کی وحدانیت پر گواہ
سطح کاغذ پہ رکھ جبین نیاز
اے قلم کر توحید حق آغاز

حمد میں ۱۵۶ اشعار ہیں اس کے بعد نعت ہے اس میں ۱۰۷ اشعار ہیں پھر چاروں صحابیوں کی مدح ہے پھر سبب تالیف بیان کیا ہے ؎

یہاں سے ہے مذکور اب اے والا
سبب اس کے تالیف و ترکیب کا
ایک دن بیٹھے بیٹھے آیا خیال
دور کر دل سے سب یہ فکر و ملال
لکھ تو سورہ بروج کی تفسیر
ریختہ میں نہ ہوئے جس کی نظیر
عاقبت کا ہوتا کہ یہ توشہ

یہ مصرع صاف پڑھا نہیں جاتا ہے

صاف اردو زبان میں ہو بیاں
تاکہ مضموں ہر ایک پہ ہو عیاں
علم رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو
پر سمجھ لیوے اس کے مضموں کو
ہے جو یہ کام ایک سخت عظیم
اپنی تائید فضل سے تو کریم
جلد تر اختتام کو پہونچائے
جو ہے مقصود دل میرا بر لائے

اس کے بعد قرآن شریف کی فضیلت بیان کی پھر کچھ دعائیں لکھی ہیں اس کے بعد تفسیر شروع کی ہے اختتام پر محمد عبدالحق صاحب نے اپنے بارے میں بھی لکھا ہے ؎

پوچھے جو دلربا سے میرا نام
اس سے کہہ دے میرا یہ صاف کلام
عبدالحق ابن شیخ الٰہی بخش
خوان رحمت سے دے الٰہی بخش
ہے وہ قاضی جیلاں کا بیٹا
اور وہ بیٹا خواجہ احمد کا
وہ ہے عاقل کا وہ عمر کا من
اور وہ ابن مولوی بھیکن

اور جو پرساں ہو حال موطن کا
وہ مظفر کو لے نگر سے ملا

سب سے آخر میں ایک قطعہ ہے جس کے آخری تین شعر یہ ہیں ؎

این چہ تفسیر قال یزداں است
گویا لب لباب قرآن است
بلب خویش بالفت از بسمل
گفت مرآت دین و ایماں است
ہو چکا جب کہ اختتام اس کا
رکھا عین الیقین نام اس کا

کتاب کا املا پرانی لکھاوٹ میں ہے سے (سی) اس (اوس) نے (نی) رکھتے (رکھتی) زبان نہایت سادہ سلیس ہے ہر مشکل لفظ کو حاشیہ پر سمجھا دیا ہے مگر ایک بات کھٹکتی ہے وہ یہ کہ مولف نے کہیں بھی اپنا تخلص ظاہر نہیں کیا ہے۔ اپنا جو مختصر حال لکھا ہے اس میں بھی تخلص کا اظہار نہیں کیا ہے۔ (شریف الحسن لاہرپوری)

یہ شعر کس کا ہے

نواب سید صدیق حسن خاں (آف بھوپال) نے اپنی مشہور تصنیف شمع انجمن (مطبوعہ مطبع شاہجہانی بھوپال) میں صفحہ ۴۲۶ پر میرزا محمد فاخر دہلوی المتخلص بہ مکیں کے نمونہ کلام میں جو پانچ اشعار درج کئے ہیں ان میں سے چوتھا شعر ؎

رقیباں گوش بر آواز و او در ناز و من ترساں
سخن گفتن چہ مشکل بود شب جائے کہ من بودم

عام طور سے حضرت امیر خسروؒ کی جانب منسوب کیا جاتا ہے۔ نواب حبیب الرحمٰن خاں صاحب شروانی کے اردو مجموعۂ کلام 'کاروان حسرت' مرتبہ مولانا محمد عبداللہ خاں شروانی میں بھی امیر خسروؒ کی اس غزل مشتمل بر شعر مذکورہ پر تضمین موجود ہے۔ ناظرین کرام میں سے واقف حال حضرات سے درخواست ہے کہ از راہ عنایت اس معمہ پر روشنی ڈالنے کی زحمت فرمائیں کہ حقیقتاً یہ شعر کس کا ہے؟ کیونکہ امیر خسروؒ کی کلیات میں بھی کوئی غزل اس زمین میں نہیں پائی جاتی۔ (عبدالعلی خاں قائم گنج)

"ہماری زبان"
کو مضامین و مراسلات بھیجتے وقت یہ خیال رکھیں کہ وہ کاغذ کے ایک طرف لکھے ہوں۔ ادارہ

انجمن ترقی اردو شاخ اجین کا انتخاب

انجین۔ پرنسپل سید مبشر علی صاحب کے دولت کدہ محلہ حویلی میر صاحب انجمن کا جلسہ ہوا۔ جنرل سکریٹری نے گذشتہ تین سالوں کی مختصر روداد پیش کی۔ انجمن کی مسلسل کوششوں سے مہرانہ گرلز ہائر سکنڈری اسکول میں اردو کی پڑھائی کا انتظام ہوا اور مس ثریا پروین صدیقی کا تقرر ہوا۔ گرلز ڈگری کالج میں اردو پڑھانے کا انتظام ہوا اور مس انیس فاطمہ بھوپالی کا تقرر ہوا۔ مادھو کالج اجین میں بی۔ اے۔ ورکنگ مینس ... کلاس میں اردو جاری ہوئی اور پروفیسر یونس حسنی بھوپالی کا تقرر ہوا۔ ایم۔ اے اردو کے اجرا کی کارروائی چل رہی ہے اور توقع ہے کہ اگلے سال سے مادھو کالج وکرم یونیورسٹی میں پڑھائی شروع ہو جائے گی۔

مہاراج باڑہ ہائر سکنڈری اسکول میں سہ لسانی فارمولے کے تحت ابتدائی اردو پڑھائی جاری تھی۔ امسال پرنسپل نے پڑھائی بند کر کے جبراً لازمی ابتدائی سنسکرت پڑھنے کا غیر قانونی حکم نافذ کیا تھا۔ اس سلسلہ میں انجمن کی کوششوں سے حکام بالا کی جانب سے ابتدائی اردو پڑھانے کے احکامات جاری کئے جا چکے ہیں۔

انجمن کی جانب سے ایک اردو لائبریری چلائی جا رہی ہے ہر سال جامعہ اردو علی گڑھ کے امتحانات کے لیے طلبہ تیار کیے جا کر شریک امتحانات ہو رہے ہیں۔ نتائج تسلی بخش ہیں۔

انجمن کی جانب سے کل ہند اردو کانفرنس بمبئی میں شاخ کی جانب سے دو نمائندے شریک ہوئے اور مقامی حالات کی طرف توجہ دلائی۔ مدھیہ پردیش کی چھ یونیورسٹیوں وکرم اجین، اندور، جیواجی گوالیار، ساگر، روی شنکر یونیورسٹی رائے پور، جبل پور میں اردو شعبہ کھولنے کے لیے خط و کتابت کی گئی۔ اندور و دہلی یار میں انتظام ہو رہا ہے یونیورسٹیوں نے کوئی تسلی بخش جواب نہیں دیا۔ اس لیے مرکزی وزیر تعلیم، نائب صدر جمہوریہ اور گورنر کو میمورنڈم پیش کئے گئے جوابات موصول ہوئے ہیں۔

مدھیہ پردیش کے ریڈیو اسٹیشنوں سے روزانہ باقاعدہ پروگرام نشر کرنے کے لیے اندور بھوپال رائے پور گوالیار کو لکھا گیا۔ جوابات تسلی بخش نہ آنے سے ڈائرکٹر جنرل ریڈیو اور وزیر اطلاعات اور نشریات سے خط و کتابت ہو رہی ہے میمورنڈم پیش کیے جا رہے ہیں۔

انجمن کے حسابات آمد و خرچ بتلائے گئے۔ جلسے عہدیداران کا جدید متفقہ انتخاب خوشگوار ماحول میں کیا گیا۔

فہرست عہدیداران

صدر:- جناب ارشد حسین قریشی

نائب صدر:- (۱) جناب شجاعت احمد خاں

(۲) جناب سید محمد علی

جنرل سکریٹری:- جناب سلطان احمد صدیقی

آرگنائزنگ سکریٹری:- جناب اے۔ ایم شمیم صاحب،

سکریٹری مشاعرہ:- جناب عنایت احمد عظیم اجینی

پروپیگنڈہ سکریٹری:- جناب انصار احمد قریشی

اراکین مجلس عاملہ:-

وحید الحسن، عبدالعزیز، عبدالکریم ضیغم، حیدر تقی بڑودا والا، صفدر علی، مشتاق علی، عبدالقادر، کفایت حسین شمشاد احمد، سید منظور علی، سید شبیر علی۔

سرپرست:-

جناب پنڈت چاند ناوائی دانزدان موتس۔

جناب اخلاق حسین قریشی، پروفیسر راج کمار ماتھر مولانا مسعود احمد صدیقی، پرنسپل سید مبشر علی پروفیسر سکینہ، پروفیسر یونس حسنی۔

انصار احمد قریشی

(پروپیگنڈہ سکریٹری شاخ اجین)

شاخ چنڈی گڑھ کے سکریٹری کا بیان

چنڈی گڑھ۔ ۹ اکتوبر۔ انجمن کے سکریٹری جناب نرتش نے آج ایک بیان جاری کیا جس میں آپ نے حکومت ہندوستان سے اپیل کی کہ جب پنجابی صوبہ یا ہریانہ کے باشندوں کی ہندی کے حق میں بلند کی گئی آواز پر غور کرے تو اردو زبان کو کسی صورت میں نظر انداز نہ کیا جائے۔ آپ نے کہا کہ پنجاب سرکار پہلے ہی مالیر کوٹلہ، فیروز پور، تحصیر اور قومی کی تحصیلوں میں اردو کی بقا کو تسلیم کر چکی ہے اور اب اگر لسانی مشکلات کے پیش نظر پنجاب کی از سر نو حد بندی کی جائے تو اردو دوستوں کے جذبات اور ضروریات کا خیال رکھنا حکومت کا اخلاقی فرض ہے۔

اپنے بیان میں جناب نرتش نے سنت فتح سنگھ کو مشورہ دیا کہ انھوں نے جب اپنا مرن برت اور اگنی ارپن ہونے کا فیصلہ ملتوی کر ہی دیا ہے تو بہتر ہوگا کہ اب وہ پنجاب کے ہندو اور مسلمان نمائندوں کی ایک میٹنگ بلا کر انھیں اپنا ہم خیال بنائیں اور اگر وہ اس کوشش میں کامیاب نہ ہو سکیں تو اپنے فیصلہ پر مزید غور کریں۔

زبان اردو کی تاریخ کو مد نظر رکھتے ہوئے جناب نریش نے کہا کہ اردو زبان پنجاب کی سرزمین پر ہی پروان چڑھی ہے اور پنجابیوں کی اردو دوستی ناقابل فراموش ہے۔ پنجاب میں اس زبان کے بقا اور ارتقا کے لیے سرکار کو اقدامات کرنے چاہئیں۔

اپنے بیان میں جناب نریش نے کہا کہ اب تک سیاسی حلقوں میں پنجابی اور ہندی کے نام پر ہی بحث ہو رہی ہے۔ اردو کے معاملے میں سیاست دانوں کی خاموشی پر جناب نریش صاحب نے تشویش کا اظہار کیا اور تمام اردو دوستوں سے اپیل کی کہ وہ اردو کی بقا اور ارتقا کے لیے جمہوری طریق پر آواز اٹھائیں۔

گاندھی جینتی کے سلسلے میں انجمن ترقی اردو دلی کی نشست

دہلی ۹ر اکتوبر۔ آج شام انجمن ترقی اردو دلی اسٹیٹ کے دفتر واقع علی منزل میں گاندھی جینتی کے سلسلہ میں ایک نشست ہوئی نشست کی صدارت خواجہ غلام السیدین نے فرمائی۔ ابتدا ہی میں حاضرین نے ایک منٹ کی خاموشی کے ساتھ کھڑے ہو کر علامہ زار دہلوی کو خراج عقیدت ادا کیا، جن کا انتقال گذشتہ بدھ کو ہوا تھا۔ بہار برنی صاحب نے اس سلسلہ میں ایک تعزیتی قرارداد پیش کی جو متفقہ طور پر منظور کی گئی بعد ازاں پروگرام کے مطابق کارروائی شروع ہوئی۔ پنڈت سندر لال اور ڈاکٹر سعید انصاری نے اپنی تقریر میں گاندھی جی کو خراج عقیدت پیش کیا اور گاندھی جی کے نصب العین کے خاص خاص پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ حضرت روش صدیقی نے منظوم خراج عقیدت پیش کیا یہ نظم بہت پسند کی گئی۔ آخر میں جناب خواجہ غلام السیدین صاحب نے صدارتی تقریر میں گاندھی جی کی شخصیت اور ان کے بلند کردار سے سیر حاصل بحث کی۔

(الجمعیۃ دہلی)

شاخ بھاگلپور کے زیر اہتمام مشاعرہ

وزیر مملکت شری رگھو ناتھ نارائن سنگھ کی صدارت میں زیر اہتمام انجمن ترقی اردو شاخ بھاگلپور ایک قومی مشاعرہ بدولت کدہ سید شاہ شرف عالم صاحب ۲۹ر ستمبر ۱۹۶۵ء کی شام میں منعقد ہوا۔ حضرت شاہ صاحب نے ایک ہزار ایک روپیہ دفاعی فنڈ میں چندہ دیا۔ پانچ ہزار ایک روپیہ شاہ مارکیٹ کے دوکانداروں نے دینے کا وعدہ کیا۔ مشاعرے میں بھاگلپور کے تمام قابل ذکر شعراء نے شرکت کی۔

سید شاہ شرف عالم
جنرل سکریٹری انجمن ترقی اردو
شاخ بھاگلپور

پاکستانی حملے کے خلاف بھوپال میں اردو شاعروں کا پروگرام

بھوپال۔ اردو شاعروں کی جانب سے بھوپال میں اردو شاعر مورچہ کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اب شہر بھر میں اردو شاعر مورچے کی جانب سے جگہ جگہ مشاعرے منعقد کیے جا رہے ہیں شنگوارہ سبزی منڈی میدان اردو شاعر مورچہ کی جانب سے ایک زبردست مشاعرہ منعقد کیا گیا جس کی صدارت کے فرائض جناب سلطان حسین تیمور نے انجام دی۔

داعد علی بانگے نے اردو شاعر مورچہ کی پالیسی پر روشنی ڈالتے ہوئے شاعروں ادیبوں کے فرائض پر بصیرت افروز تقریر کی۔

پروفیسر قیصر محمود نے اپنی تقریر میں کہا کہ جب کبھی ہمارے ملک پر کوئی برا وقت پڑا ہے ہم شاعروں ادیبوں نے اپنی ذمہ داری کو پوری طرح محسوس کیا ہے ہم نے طے کیا ہے کہ اپنے جوشیلے نغموں اور گیتوں سے بچے بچے کے دلوں میں حب وطن کے چراغ جلاتے رہیں گے مشاعرہ میں بھوپال کے تمام اہم شعراء نے کلام سنایا۔

(سکریٹری اردو شاعر مورچہ بھوپال)

مالک انجمن ترقی اردو ہند علی گڑھ، پرنٹر ضمیر الدین قریشی نے مسلم ایجوکیشنل پریس علی گڑھ میں چھاپا۔ پبلشر نذیر حسن نے دفتر مرکزی انجمن ترقی اردو ہند علی گڑھ سے شائع کیا